محمد وسیم اختر مفتی

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد اسلامی کیلنڈر شروع ہونے سے ۳۲ برس قبل (۵۹۲ء) میں قریش کے ذیلی قبیلے بنو مخزوم کے سردار ولید کے گھر پیدا ہوئے۔ قریش کی عسکری قیادت اسی قبیلے کے پاس تھی۔ حضرت خالد کے والد الوحید (یکتا) اور العدل (انصاف پسند) کے القاب سے مشہور تھے۔ ان کے دادا کا نام مغیرہ تھا۔ ام المومنین میمونہ بنت حارث کی بہن لبابہ بنت حارث ان کی والدہ تھیں۔ ساتویں پشت (مرہ بن کعب) پر ان کا سلسلۂ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر سے جا ملتا ہے۔ قریش کے رواج کے مطابق نومولود خالد کو بھی ایک صحرائی قبیلے میں بھیج دیا گیا جہاں ایک بدو دایہ نے ان کی پرورش کی۔ چھ سال کی عمر میں وہ مکہ واپس آئے۔ بچپن میں انھیں چیچک ہوا جس کے مستقل نشانات ان کے بائیں گال پر موجود رہے۔ سیدنا خالد کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ انھیں سیف اللہ کا لقب خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کیا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں خالد کا شمار قریش کے اشراف میں ہوتا تھا۔ وہ اپنے زمانے میں کشتی کے چیمپین اور بہترین گھڑ سوار تھے۔ انھوں نے تلوار زنی، نیزہ بازی اور تیر اندازی میں مہارت حاصل کر رکھی تھی۔ برچھا ان کا پسندیدہ ہتھیار تھا۔ سیدنا خالد قریش کی جنگوں کے لیے وسائل فراہم کرتے، ایک بڑا خیمہ (القبہ) نصب کیا جاتا جس میں تمام فوجی ساز و سامان اور آلات حرب جمع کیے جاتے۔ جنگ شروع ہوتی تو خالد گھڑ سواروں (الاعنہ) کی قیادت کرتے۔ سیدنا خالد بن ولید اور سیدنا عمر بن خطاب چچا زاد تھے۔ ان کی شکلوں اور قد کاٹھ میں مماثلت پائی جاتی تھی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا منصب عطا ہوا تو خالد کے والد نے ان کی سخت مخالفت کی۔ اسلام کے

www.javedahmadghamidi.com

ابتدائی زمانے میں خالد کی کسی اسلام دشمن سرگرمی کا ذکر نہیں ملتا۔ انھوں نے جنگ بدر میں بھی حصہ نہ لیا البتہ ان کے بھائی ولید بن ولید مشرکین کی طرف سے لڑے اور مسلمانوں کی قید میں آئے۔ تب خالد اور ان کے تیسرے بھائی ہاشم ولید کو فدیہ دے کر چھڑانے کے لیے مدینہ گئے۔ تینوں مکہ لوٹ رہے تھے کہ ولید مدینہ واپس چلے گئے اور اسلام قبول کر لیا۔

جنگ احد میں خالد بن ولید نے اہم رول ادا کیا۔ وہ مشرکین کے دو سو گھڑ سواروں پر مشتمل اس دستے کے میمنہ کے قائد تھے جس کا علم طلحہ بن عثمان نے اٹھا رکھا تھا۔ اس کے میسرہ کی کمان عکرمہ بن ابوجہل کے پاس تھی۔ مسلمانوں کے پاس ایک گھوڑا بھی نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تھے کہ پہاڑی درے پر مامور دستے نے آپ کی واضح ہدایت کے باوجود اس اہم فوجی مقام کو چھوڑ دیا۔ خالد نے اس موقع کو غنیمت جانا اور پہاڑی پر چڑھ کر لشکر اسلام پر عقب سے حملہ کر دیا جس سے جیتی ہوئی جنگ شکست میں بدلتی دکھائی دینے لگی۔ جنگ خندق (۵ھ، ۶۲۷ء) اہل اسلام کے خلاف خالد کی آخری جنگ تھی، اس میں بھی انھوں نے کفار کے گھڑ سواروں (cavalry) کی قیادت کی۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۸ھ میں عسفان کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی مشرکین کے ایک جتھے سے مڈبھیڑ ہوئی جس کی قیادت خالد بن ولید کر رہے تھے۔ یہ دستہ قبلہ کی طرف ہونے کی وجہ سے نماز میں حائل تھا۔ آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو مشرکوں نے حالت نماز میں آپ پر حملہ کرنے کا مشورہ کیا۔ کچھ نے کہا، اس وقت ایسا لگ رہا ہے کہ مسلمانوں کو نماز اپنے بچوں اور اپنے آپ سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ اسی موقع پر صلوٰۃ خوف کا حکم (نسا: ۱۰۲) نازل ہوا۔ اگلی نماز کا وقت آیا تو آپ نے صحابہ کو اسلحہ پکڑے رکھنے کا حکم دیا، دو صفیں بنائی گئیں جنھوں نے اکٹھے رکوع کیا۔ رکوع کے بعد اگلی صف سجدے میں چلی گئی جب کہ پچھلی صف نے کھڑے رہ کر پہرہ دیا۔ اس کے بعد پہلی صف پیچھے ہٹ کر پہرے پر آ گئی اور دوسری صف نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

۶ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے قصد سے مکہ روانہ ہوئے تو قریش نے ذوطویٰ کے مقام پر جمع ہو کر عہد کیا کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ خالد بن ولید اہل ایمان کو روکنے کے لیے گھوڑ سوار دستہ لے کر عسفان سے بھی آگے کراع غمیم کی وادی تک پہنچ گئے تھے۔

صفر ۸ھ (۶۲۸ء) میں عمرو بن عاص، خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ اکٹھے مشرف باسلام ہوئے۔ خالد نے اپنے ایمان لانے کا قصہ یوں بیان کیا ہے، میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہونے والی تمام جنگوں میں حصہ

لیا۔ ہر بار احساس ہوتا کہ میں غلطی پر ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی غالب آئیں گے۔ آپ نے حدیبیہ کا سفر کیا تو میں مکہ سے مشرکین کا گھڑ سوار دستہ لے کر نکلا۔ عسفان کے مقام پر ہمارا آمنا سامنا ہوا۔ ہمارے سامنے آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ اس دوران میں ہم نے حملہ کرنا چاہا لیکن ہمت نہ ہوئی۔ عصر کے وقت آپ نے نماز خوف پڑھائی، ہم اس موقع سے بھی فائدہ نہ اٹھا سکے اور واپس چلے آئے۔ صلح حدیبیہ کے بعد میں سوچنے لگا، کون سا مذہب اختیار کروں؟ نجاشی کے پاس جاؤں جس نے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر لیا ہے؟ نصرانی بنوں یا یہودی؟ کیا ہرقل کے پاس چلا جاؤں؟ اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۂ قضا ادا کرنے مکہ تشریف لائے۔ میرا بھائی ولید بن ولید آپ کے ساتھ تھا۔ اس نے مجھے ڈھونڈا، میں نہ ملا تو اس نے خط لکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے بارے میں دریافت فرمایا ہے۔ میں نے کہا، اللہ اسے آپ کے پاس لے آئے گا۔ آپ نے فرمایا، اس جیسا شخص بھی اسلام سے جاہل ہے؟ بھائی کا خط ملنے پر میری اسلام سے رغبت بڑھ گئی۔ یہ جان کر کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے بارے میں پوچھا ہے، بڑی مسرت ہوئی۔ اب میں نے مدینہ جانے کا عزم کر لیا، مجھے کسی ساتھی کی تلاش تھی جو میرے ساتھ چلے۔ صفوان بن امیہ سے بات کی تو اس نے سختی سے انکار کر دیا۔ عکرمہ بن ابوجہل بھی آمادہ نہ ہوئے تاہم جب ابوسفیان نے خالد کو ڈرایا دھمکایا تو عکرمہ نے اسے روکا اور کہا، اگر تم نے زور زبردستی کی تو میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملوں گا۔ اب میں گھر گیا اور سواری لے کر نکلا۔ عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہوئی، وہ میرے ہم سفر بننے پر تیار ہو گئے۔ ہم نے طے کیا کہ اگلی صبح پو پھٹنے سے پہلے یاجج کے مقام پر ملیں گے۔ وہاں سے ہم نے سفر کا آغاز کیا، ہدہ پہنچے تو عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے پوچھا، کہاں کا رخ ہے؟ ہم نے بتایا، اسلام قبول کرنے جا رہے ہیں تو انھوں نے کہا، میرا بھی یہی ارادہ ہے۔ چنانچہ ہم تینوں اکٹھے روانہ ہوئے، شہر مدینہ میں داخل ہوئے تو عصر کی نماز کا وقت تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو وہ بہت مسرور ہوئے۔ خالد کہتے ہیں، میں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور ہاتھ بڑھا کر آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا، فرمایا، مجھے امید تھی کہ تمھاری دانش تمھیں خیر تک لے آئے گی۔ وہاں موجود صحابہ بھی بہت خوش تھے۔ میں نے اسلام کے خلاف اپنی معاندانہ سرگرمیوں کی معافی کے لیے دعا کی درخواست کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلام گزشتہ گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! پھر بھی دعا کر دیجیے۔ آپ نے دعا فرمائی، ''اے اللہ! خالد کا ہر گناہ بخش دے جو اس نے تیری راہ سے روکنے کے لیے کیا۔'' عثمان اور عمرو بھی آگے بڑھے اور بیعت ایمان کی۔ ابن عاص کہتے ہیں، تب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حربی

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

معاملات میں کسی کو بھی میرے اور خالد کے برابر نہیں سمجھا۔ ابوبکر و عمر کے عہد ہاے خلافت میں بھی ہمارا یہی مرتبہ رہا۔ دوسری روایت کے مطابق خالد ۵ ھ میں غزوۂ بنو قریظہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ اس حساب سے ان کا صلح حدیبیہ (۶ ھ) اور جنگ خیبر (۷ ھ) میں جیش نبوی کے سواروں کی قیادت کرنا درست معلوم ہوتا ہے۔

قبول اسلام کے بعد خالد مدینہ منتقل ہو گئے۔ ان کی آمد کے تین ماہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے غسانی حکمران کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے ایک وفد روانہ فرمایا۔ یہ موتہ سے گزر رہا تھا کہ وہاں کے حاکم شرحبیل بن عمرو نے روک کر اس کے تمام ارکان کو شہید کر دیا۔ آپ نے شہدا کا بدلہ لینے کے لیے فوراً زید بن حارثہ کی سربراہی میں ایک دستہ روانہ کیا جس میں خالد بھی شامل تھے۔ قبول اسلام کے بعد یہ ان کا پہلا معرکہ تھا۔ اس جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ تینوں کمانڈر، آپ کے آزاد کردہ زید بن حارثہ، آپ کے چچا زاد جعفر بن ابو طالب ذوالجناحین اور عبداللہ بن رواحہ باری باری شہید ہو گئے تو جیش اسلامی پر امیر نہ رہا۔ تب خالد بن ولید نے فوراً از خود کمان سنبھال لی۔ انھوں نے علم تھام کر دشمن پر حملہ کر دیا اور فتح حاصل کی۔ خالد کہتے ہیں، موتہ کے دن میرے ہاتھ میں ۹ تلواریں ٹوٹیں، آخر میں ایک چوڑی یمنی تلوار ہی رہ گئی۔ اس موقع پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں موجود تھے، آپ منبر پر تشریف لائے۔ شہدا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، علم زید نے تھاما اور شہید ہو گئے پھر جعفر نے پکڑا اور شہادت پائی۔ اس کے بعد یہ ابن رواحہ کے ہاتھ آیا، انھوں نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ فرمایا، آخر کار علم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد) نے پکڑا اور اللہ نے انھیں فتح دی۔ دوسری روایت کے الفاظ ہیں ''خالد ایک تلوار ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر مسلط کر دیا ہے۔'' خالد کے ہاتھ کمان آئی تو انھوں نے لشکر کی ہیئت بدل دی، مقدمہ کو ساقہ کی جگہ، ساقہ کو مقدمہ کی جگہ اور میمنہ کو میسرہ کی جگہ کر دیا۔ اگلے دن تین ہزار کفار روم پر مشتمل لشکر کو مسلمانوں کے ہاتھ وہ پہلے پرچم دکھائی نہ دیے اور فوج کی ترتیب بھی بدلی بدلی نظر آئی تو سمجھے کہ اسلامی فوج میں نئی کمک آ گئی ہے۔ اصل میں یہ وہ چھوٹے چھوٹے دستے تھے جو خالد نے رات کے اندھیرے میں پیچھے بھیج دیے تھے اور انھیں صبح کے وقت ایک ایک کر کے جنگ میں شامل ہونے کی ہدایت کی تھی۔ دشمن کا مورال گر گیا تو خالد نے اگلا پورا دن دفاع کمزور نہ ہونے دیا، رات ہوئی تو وہ اپنی فوج کو بحفاظت نکال لائے۔ رومی فوج نے خالد کی واپسی کو بھی ایک چال سمجھا اور پیچھا نہ کیا۔

عوف بن مالک اشجعی نے زید بن حارثہ اور یمن کے ایک مددگار کے ساتھ غزوۂ موتہ میں شرکت کی۔ مددگار نے ایک رومی جرنیل کو قتل کر کے اس کا گھوڑا اور سونا جڑے ہوئے ہتھیاروں اور زین پر قبضہ کر لیا۔ جنگ ختم ہوئی تو خالد

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

بن ولید نے یہ مال غنیمت اس سے واپس لے لیا۔ عوف نے ان سے کہا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں قتل ہونے والے کافر کے مال و متاع (سلب) کا فیصلہ اس کے قاتل کے حق میں کر رکھا ہے؟ خالد نے کہا، درست ہے لیکن یہ مال بیش قیمت ہے۔ عوف نے کہا، اس کا مال واپس کر دیں ورنہ میں یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں لاؤں گا۔ خالد پھر بھی نہ مانے تو قضیہ آپ کے حضور پیش ہوا۔ آپ نے حکم دیا، خالد! اس سے لیا ہوا مال واپس کر دو۔ عوف سے تفصیل سن کر آپ کو سخت غصہ آیا، ارشاد فرمایا، تم چاہتے ہو، کمانڈروں کو عمدہ مال غنیمت دے دیا جائے اور سپاہیوں کو ردی مال پر ٹرخا دیا جائے۔

فتح مکہ کے روز خالد ایک چوتھائی اسلامی فوج، میمنہ کے قائد تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنا دستہ لے کر کدا کی طرف سے بالائی مکہ میں داخل ہوں۔ وہ زیریں مکہ (کدی، لیط) سے آئے۔ اس موقع پر صفوان، عکرمہ اور سہیل مکہ کے خندمہ نامی پہاڑ پر جمع تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روکیں۔ خالد کے دستے سے ان کی مڈھ بھیڑ ہوئی۔ خالد نے بنوبکر کے ۲۰ اور ہذیل کے ۴ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر قریش کی گھڑ سوار فوج تباہ کر دی۔ ان کے دستے میں شامل حبیش بن اشعر، کرز بن جابر اور سلمہ بن میلا شہید ہوئے۔ آخر کار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو قتل و غارت سے منع فرما دیا، اسی دوران میں وہ مزید ستر مشرکوں کو جہنم واصل کر چکے تھے۔ دوسرا دستہ جو زبیر کی سربراہی میں مکہ میں داخل ہوا تھا، کسی تصادم سے محفوظ رہا۔

فتح مکہ کے پانچویں روز (۲۵ رمضان کو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو مشرکوں کا بڑا بت عزیٰ منہدم کرنے کے لیے بھیجا۔ اسے مکہ اور طائف کے درمیان واقع کھجور کے ایک بڑے درخت پر جسے قریش، کنانہ اور مضر بڑا مقدس سمجھتے تھے مسند نشین کیا گیا تھا۔ دوسری روایت کے مطابق یہ ببول کے تین درختوں پر معلق گھر میں پڑا تھا۔ بنوسلیم سے تعلق رکھنے والے عزیٰ کے متولی نے خالد کی آمد کی خبر سنی تو تلوار عزیٰ کے گلے میں لٹکا دی اور دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ خالد آئے، کلہاڑے سے عزیٰ کا ناک توڑا، اسے گرا دیا، بت خانہ توڑا اور اس میں موجود مال و دولت اٹھا لیا۔ انھوں نے یہ شعر بھی پڑھا،

یا عز کفرانك لا سبحانك　　انی رأیت اللّٰہ قد اھانك

(اے عزیٰ! تمھارا انکار ہے، تو لائق تسبیح نہیں، میں نے دیکھا ہے کہ اللہ نے تمھیں رسوا کر دیا ہے)

خالد نے لوٹ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا، یہ عزیٰ تھا، اب کبھی اس کی پوجا نہ ہو گی۔ ۹ھ میں بنوثقیف کا وفد مدینہ آیا اور آپ سے اسلام کی تعلیمات حاصل کیں۔ انھوں نے اپنے

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

بت لات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، اسے توڑ ڈالو۔ کہنے لگے، یہ کام ہم سے نہ ہوگا، آپ ہی اس کی ذمہ داری لیں چنانچہ آپ نے خالد بن ولید کی سربراہی میں ایک جماعت ان کی طرف بھیجی۔ مغیرہ بن شعبہ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے لات کو ریزہ ریزہ کیا۔

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو قبیلۂ بنو جذیمہ کی طرف بھیجا۔ آپ کا مقصد جنگ کے بجائے اسلام کا پیغام پہنچانا تھا۔ سلیم بن منصور اور مدلج بن مرہ کے قبائل ان کے ساتھ تھے۔ بنو جزیمہ کے لوگوں نے مسلمانوں کو آتا دیکھ کر ہتھیار اٹھا لیے۔ خالد نے کہا، لوگ مسلمان ہو چکے ہیں، اب اسلحہ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ایک شخص جحدم نے کہا، یہ خالد ہے، ہتھیار پھینکنے کے بعد قید کر لیتا ہے اور پھر گردن اڑا دیتا ہے۔ قبیلے کے باقی لوگوں نے اس سے اتفاق نہ کیا اور ہتھیار ڈال دیے۔ اس کے بعد خالد نے واقعی قتل و غارت شروع کر دی اور مارنے کے علاوہ کئی لوگوں کی مشکیں کس کر قید کر لیا۔ اگلی صبح انھوں نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا، میں اور میرے ساتھی اپنے قیدیوں کو قتل نہ کریں گے۔ پھر یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا معاملہ بتایا۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا کسی نے ان کو منع بھی کیا؟ لوگوں نے بتایا، ہاں! ایک شخص نے روکا تو خالد نے اسے ڈانٹ پلا کر بٹھا دیا اور دوسرے کے ساتھ سخت بحث کی۔ یہ عبداللہ بن عمر اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم تھے۔ آپ نے ہاتھ بلند کر کے دو بار اظہار برأت کیا۔ ''اے اللہ! میں خالد کی کارروائی سے بری الذمہ ہوں۔ یہ بھی روایت میں ہے کہ خالد نے بنو جزیمہ کو اسلام کی دعوت دی تو ان کے منہ سے اسلمنا (ہم مسلمان ہوئے) کے بجائے صبأنا (ہم ستارہ پرست ہوئے) نکل گیا۔ عبدالرحمان بن عوف نے خالد کو ملامت کی کہ تم نے مسلمان ہو کر جاہلیت کا کام کیا ہے۔ خالد نے کہا، میں نے تمھارے باپ عوف کے قتل کا بدلہ لیا ہے۔ عبدالرحمان نے کہا، تو غلط کہتا ہے، تم نے تو اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا بدلہ لیا ہے۔ یہ دونوں دور جاہلیت میں ایک تجارتی قافلے کے ساتھ یمن سے واپس آ رہے تھے کہ بنو جزیمہ کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ عمر نے خالد کو برا بھلا کہا تو انھوں نے پوچھا، تمھیں کس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہوئے تھے؟ جواب دیا، تمام اہل لشکر نے۔ آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا، جا کر ان کا معاملہ دیکھو اور جاہلی رسوم پامال کر دو۔ آپ نے ان کو مال بھی دیا جس سے انھوں نے مقتولین کی دیتیں ادا کیں۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق خالد نے بتایا کہ عبداللہ بن حذافہ نے انھیں قتال کا مشورہ دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کے بعد بھی خالد کو معزول نہ فرمایا۔ خالد نے طائف کے محاصرے میں بھی حصہ لیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

جنگ حنین میں خالد سو شہ سواروں پر مشتمل جیش اسلامی کے مقدمۃ الجیش کے قائد تھے۔ وہ شدید زخمی ہو گئے تو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے بیچ میں سے گزرتے ہوئے ان کی خبر لینے گئے۔

۹ھ میں خالد نے غزوۂ تبوک میں شرکت کی، واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو ۴۰۰ سے زائد گھڑ سواروں کے ساتھ دومۃ الجندل کے نصرانی سردار اکیدر کی طرف بھیجا۔ خالد نے عیسائی شہزادے کو یرغمال بنا لیا تو قلعے کا دروازہ کھلا اور اکیدر اور اس کا بھائی گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر نکلے۔ اس کا بھائی جیش نبوی کے ہاتھوں مارا گیا تو خالد نے اس کی سونے کے پتروں سے مزین ریشمی قبا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دی۔ پھر وہ اکیدر کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دومہ کے ۸۰۰ قیدی، ۱۰۰۰ (یا دو ہزار) اونٹ، آٹھ سو بھیڑیں، ۴۰۰ زرہیں اور ۴۰۰ نیزے ان کے ساتھ تھے۔ آپ نے جزیہ لینے کی شرط پر اس سے صلح کر لی۔ ایک ماہ بعد آپ نے خالد کو ود بت تباہ کرنے کے لیے دوبارہ دومۃ الجندل بھیجا۔

۱۰ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو اہل نجران کی طرف بھیجا اور ہدایت فرمائی، تین بار اسلام کی دعوت دینا۔ وہ پھر بھی نہ مانے تو ان سے قتال کرنا۔ خالد نے اپنے ساتھیوں کو نجران کے تمام اطراف میں پھیلا دیا جو لوگوں سے کہتے، مسلمان ہو جاؤ، سلامتی پاؤ گے۔ الحمد للہ ان کی دعوت کو قبول عام ملا۔ خالد نے نومسلموں کو قرآن و سنت کی تعلیمات سے آگاہ کیا اور ایک خط لکھ کر آپ کو حالات کی خبر دی۔ آپ نے جواب میں انھیں واپس آنے کو کہا۔ خالد کے ساتھ نجران میں مقیم بنو حارث کا ایک وفد بھی مدینے آیا۔ آنحضور صلی علیہ وسلم نے قیس بن حصین کو ان کا امیر مقرر کیا۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

۱۰ھ ہی میں حجۃ الوداع سے قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے خالد کو بھیجا۔ وہ ۶ ماہ وہاں مقیم رہے لیکن کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ پھر آپ نے حضرت علی کو بھیجا اور خالد کو لوٹ آنے کو کہا۔ خالد کے ساتھیوں کو آپ نے یمن میں رہنے یا واپس آنے کا اختیار دے دیا۔ سیدنا علی کے آنے پر قبیلۂ ہمدان اجتماعی طور پر ایمان لے آیا۔ سیدنا علی نے یمن سے سونے کی ایک ڈلی مدینہ بھیجی تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور عامر بن طفیل (یا علقمہ بن علاثہ) میں بانٹ دیا۔ ایک صحابی نے کہا، میں ان سے زیادہ حق دار تھا۔ آپ نے فرمایا، مجھ پر بھروسا رکھو، میں امانت دار ہوں۔ ایک منافق بول اٹھا، یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریے۔ فرمایا، مجھ سے زیادہ کون اللہ سے ڈرے گا۔ خالد بن ولید پاس بیٹھے تھے۔ انھوں نے کہا، یا رسول اللہ! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں۔ آپ نے جواب دیا، شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔ خالد نے کہا، بہت سے نمازی زبان سے وہ کچھ

کہتے ہیں جوان کے دل میں نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا، مجھے یہ حکم نہیں ملا کہ لوگوں کے دل کریدوں اور ان کے پیٹ شق کروں۔

حجۃ الوداع میں خالد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے حلق کرایا تو خالد نے آپ کے سر مبارک کے چند بال حاصل کیے۔ عمر بھر انھوں نے ان کو اپنے ساتھ رکھا۔

بعثت نبوی سے پہلے یمن حبشہ (Ethiopia) کے تسلط میں تھا۔ اس کا حاکم ابرہہ خانہ کعبہ پر چڑھائی کی پاداش میں عذاب الٰہی کا شکار ہوا تو سیف بن یزن حمیری نے ایرانیوں کی مدد سے اپنا ملک آزاد کرا لیا تب سے وہاں ایک ایرانی گورنر مقرر رہتا۔ ۷ھ میں نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران کے کسریٰ پرویز کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے خط لکھا تو اس نے پڑھنے سے پہلے ہی پھاڑ دیا اور یمن میں اپنے گورنر باذام (بادام) کو مدینہ کے حالات کی خبر دینے کا حکم دیا لیکن جب آپ کی پیش گوئی کے مطابق خسرو پرویز اپنے ہی بیٹوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ یمن اسلامی حکومت کی عمل داری میں آ گیا تو آپ نے باذام کو وہاں کا گورنر رہنے دیا۔ اس کی وفات کے بعد آپ نے یمن کی حکومت شہر بن باذام اور اپنے متعدد صحابہ میں بانٹ دی۔ آپ کے حکم سے خالد بن ولید بھی وہاں گئے لیکن جلد واپس آ گئے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر نے فرمان نبوی کی تعمیل کرتے ہوئے سب سے پہلے جیش اسامہ کو روانہ کیا پھر گیارہ کمانڈروں کی سربراہی میں تمام اطراف میں اپنی فوجیں بھیجیں۔ خالد بن ولید کو پرچم دے کر بنو اسد کے طلیحہ بن خویلد کی طرف بھیجا جس نے دعوئ نبوت کر کے غطفان، فزارہ، عبس اور ذبیان قبائل کو ساتھ ملا لیا تھا۔ بنو طے کے کچھ افراد نے اس کی حمایت کی جب کہ باقی اسلام پر قائم رہے۔ عدی بن حاتم طائی زکوٰۃ ادا کر مدینہ سے لوٹے تو اپنے قبیلے کو اسلام کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا۔ لوگ مان گئے تو انھوں نے خالد بن ولید سے تین دن کی مہلت لے کر طلیحہ کے لشکر میں موجود اپنے پانچ سو آدمیوں کو واپس بلا لیا۔ خدا کی قدرت کہ طلیحہ کو شبہ تک نہ ہوا اور یہ آدمی جیش اسلامی کے سپاہی بن گئے۔ خالد کا ارادہ انسر جا کر قبیلہ جدیلہ سے جنگ کرنے کا تھا۔ عدی نے کہا، اگر طے قبیلہ پرندہ ہوتا تو جدیلہ اس کا پر بنتا۔ مجھے جدیلہ جانے دیں، اللہ اس قبیلے کو بھی ارتداد سے بچا لے گا۔ ایسا ہی ہو، جدیلہ کے ایک ہزار سوار مرتدین کے جتھے سے ٹوٹ کر مسلم فوج میں شامل ہو گئے۔ خالد نے اجا اور سلمیٰ پہاڑیوں کے دامن میں رک کر اپنی فوج کی ترتیب کو درست کیا۔ بزاخہ کے مقام پر ان کا طلیحہ سے مقابلہ ہوا۔ بنو فزارہ کے عیینہ بن حصن نے سپہ سالاری سنبھالی، سات سو فزاری

اس کے ساتھ تھے۔اس دوران میں طلیحہ کمبل اوڑھے وحی کا انتظار کرتا رہا۔عیینہ جنگ سے تنگ آ گیا تو طلیحہ سے پوچھا، کیا جبرئیل آ گئے؟ اس نے کہا، نہیں۔وہ پھر جنگ میں مصروف ہوا۔تیسری بار طلیحہ نے ایک مہمل وحی سنا دی، ادھر اسلامی فوج کا دباؤ بڑھ چکا تھا۔عیینہ نے اپنی قوم کو پکارا، بنوفزارہ! طلیحہ کذاب ہے، بھاگ کر اپنی جانیں بچاؤ۔ طلیحہ نے ایک گھوڑے اور اپنی بیوی نوار کے لیے اونٹ کا انتظام کیا ہوا تھا، فوج سے یہ کہہ کر بھاگ کھڑا ہوا، تم بھی اپنی اور اہل وعیال کی جانیں بچاؤ۔اس نے شام جا کر بنوکلب میں سکونت اختیار کر لی، اس کے اکثر حلقہ بگوش مسلمان ہو گئے تو وہ بھی اسلام لے آیا، عہد فاروقی میں اسے دوبارہ بیعت کا موقع ملا۔خالد نے عیینہ اور طلیحہ کے دوسرے حلیف قرہ بن ہبیرہ کو گرفتار کر کے مدینہ بھیج دیا۔انھوں نے حضرت ابوبکر کے سامنے توبہ کی اور بعد میں اچھے مسلمان ثابت ہوئے۔

خالد نے بزاخہ میں ایک ماہ قیام کیا۔اس دوران میں بنوغطفان کے شکست خوردہ ایک عورت ام زمل (سلمٰی بنت حذیفہ) کی قیادت میں جمع ہو گئے۔اس نے خالد سے جنگ کی تیاری شروع کر دی، بنوسلیم، بنوطے، بنوہوازن اور بنواسد کے قبائل بھی اس کے ساتھ مل گئے۔خالد کو علم ہوا تو انھوں نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور اسے ہزیمت سے دو چار کیا۔انھوں نے بنوسلیم کے مردوں کو اونٹوں کے باڑوں میں اکٹھا کر کے آگ لگا دی تو سیدنا عمر نے اعتراض کیا اور سیدنا ابوبکر سے کہا، کیا آپ ایسے شخص کو کھلا چھوڑ دیں گے جو اللہ والی سزائیں خود ہی دینے لگا ہے۔انھوں نے جواب دیا، اللہ کی قسم! میں اس تلوار کو نیام میں نہیں ڈالوں گا جو اللہ نے اپنے دشمن پر سونتی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مالک بن نویرہ بنوتمیم کی شاخ بنویربوع کا سردار تھا۔نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اس نے ابوبکر کی خلافت کو ماننے اور انھیں زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔وہ اپنے قبیلے کی مدعیۂ نبوت سجاح بنت حارث کے ساتھ مل گیا جو ایک ذہین کاہنہ تھی۔اسے لوگوں کو اپنے پیچھے لگانا آتا تھا اسی لیے اس یقین کے ساتھ دعوئ نبوت کیا کہ تمام تمیمی اس پر ایمان لے آئیں گے۔ایرانی عمال اس کی پشت پر تھے، ان کی منصوبہ بندی کے مطابق یہ عرب میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھنے تک مقیم رہی اور مقصد پورا ہونے کے بعد عراق چلی گئی۔وکیع نے بھی سجاح کا ساتھ دیا، ان تینوں نے اپنے ہی قبیلے بنوتمیم کے دوسرے سرداروں پر حملہ کر دیا۔جلد ہی مالک اور وکیع کو محسوس ہو کہ انہوں نے اس عورت کا ساتھ دے کر بڑی غلطی کی ہے۔سجاح تمیم سے نامراد پلٹی، مدینہ کو جاتے ہوئے نباج میں اوس بن خزیمہ سے شکست کھائی تو یمامہ آن پہنچی۔یہاں کے نبی مسیلمہ کو اپنی نبوت کی فکر پڑ گئی تو اس نے دونوں نبوتوں کو جمع کرنے کے لیے سجاح کو دام میں پھنسایا اور اس سے شادی کر لی۔ادھر مالک بن نویرہ اکیلا رہ گیا کیونکہ اس کا دست راست وکیع

مسلمان ہو کر زکوٰۃ ادا کر چکا تھا۔ خالد بن ولید بنو اسد و غطفان کی سرکوبی سے فارغ ہوئے تو بنو تمیم کا رخ کیا، بنو اسد اور بنو تمیم کے درمیان واقع مقام بطاح پر انہوں نے پڑاؤ ڈالا۔ انصار پہلے تو بزاخہ میں رہ گئے، ان کا خیال تھا کہ خلیفۂ اول کے احکام پر عمل ہو چکا ہے۔ خالد نے اصرار کیا کہ وہ کمانڈر ہیں اور نئی صورت حال میں از خود فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں تو وہ ان کے ساتھ آن ملے۔ بنو تمیم نے اطاعت قبول کی تاہم مالک روپوش ہو گیا۔ خالد کا بھیجا ہوا ایک دستہ اسے گرفتار کر لایا۔ اس نے اسلام کی طرف رجوع کیا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی لیکن زکوٰۃ دینے سے پس و پیش کیا چنانچہ خالد نے اس کو قتل کرا دیا۔ خالد کا مالک کو قتل کرانا بہت نزاع کا باعث بنا۔ ابو قتادہ انصاری مالک کو گرفتار کرنے والے دستے میں شامل تھے۔ وہ کہتے ہیں، اس نے زکوٰۃ کا اقرار بھی کیا تھا تاہم دوسرے راوی اس اقرار کا انکار کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ قتل غلط فہمی میں ہوا۔ اس رات سخت سردی تھی، خالد کے منادی نے اعلان کیا، اپنے اسیروں کو گرم کرنے کا بندوبست کرو۔ لوگوں نے سمجھا، انہیں ٹھکانے لگانے کا حکم آیا ہے۔ مالک کو ضرار بن ازور نے قتل کیا۔ جب خالدؓ نے اسلامی احکام اور مروج جاہلی رسوم دونوں کے علی الرغم مالک کی بیوہ ام تمیم بنت منہال (یا لیلیٰ) سے اس کی عدت گزرنے سے پہلے ہی شادی کر لی تو ان پر الزام لگا کہ انہوں نے اس خوبرو عورت سے شادی کی خاطر اس کے شوہر کو مروایا۔ ابو قتادہ تو اس قدر ناراض ہوئے کہ قسم کھا کر مدینہ لوٹ گئے کہ آئندہ کبھی خالد کے جھنڈے تلے نہ لڑیں گے۔ انہوں نے ابوبکر کو یہ واقعہ سنایا تو انہوں نے توجہ نہ دی پھر وہ عمر کے پاس گئے، عمر نے ابوبکر کو مشورہ دیا، اس الزام کی بنا پر خالد کو معزول کر دیا جائے۔ ان کو گوارا نہ ہوا کہ ایک لغزش کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ قائد کو معزول کر دیں۔ انہوں نے پہلے والا جواب ہی دیا، ''میں اس تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا جسے اللہ نے کافروں پر مسلط کیا ہو۔'' خالد مدینہ پہنچ کر ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعے کی تفاصیل ان کے گوش گزار کیں۔ ابوبکر نے مالک کے قتل کے متعلق ان کی معذرت قبول کی لیکن اس کی بیوی سے شادی پر ناراضی کا اظہار کیا اور اسے طلاق دینے کا حکم دیا۔

(باقی)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org